ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر کامران عباس کاظمی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

ڈاکٹر طاہر نواز

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی، گلگت بلتستان

نو آبادیاتی عہد میں اردو تاریخی ناول اور عصری آگہی

Dr. Kamran Abbas Kazmi

Assistant Professor, Department of Urdu, International Islamic University, Islamabad.

Dr. Tahir Nawaz

Assistant Professor, Department of Urdu, Karakoram International University Gilgit-Baltistan.

Urdu Historical Novels in the Colonial Era and Contemporary Awareness

Novel is the most popular genere of Urdu fiction. The Novel expresses human life. It depicts nature as well as depicts human habits, customs and the realities of life. History has been an important subject of Urdu novels. History tells the story of human social and cultural evolution while the novel reflects social, cultural, civilizational and political life. It is as if the novel not only reflects the society of the past but also preserves it. Urdu historical novels and contemporary awareness discussed in this article.

Key Words: *Novel, Urdu Historical Novels, Contemporary awareness, Colonial Era.*

ناول انسانی عادات واطوار کی تصویر کشی اور زندگی کے حقائق کی ترجمانی کرتا ہے۔ اس کے برعکس داستان مافوق الفطرت عناصر کے ذکر سے مبہوت تو کر دیتی ہے لیکن بہر حال انسان کو اپنے معروض میں سامنا تو حقیقی معاشرتی زندگی سے کرنا پڑتا ہے۔ زندگی کی حقیقت نگاری پر مشتمل عکاسی ناول کا ہی منصب ہے۔ ناول کے متعلق ایک نظریہ یہ بھی ہے "ناول نہ محض رومان نگاری ہے اور نہ سماجی زندگی کی بجنسہ تصویر۔ دراصل یہ مصنف کے عام معاشرتی زندگی کے متعلق ذاتی تاثرات کا عکس ہے۔[1]

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ناول میں فن کار کی تاثریت کا مفہوم بدلتا رہتا ہے۔ البتہ فن کار کے ذاتی تاثرات بھی معروض کے مشاہدے سے ہی تشکیل پاتے ہیں۔ اسی طرح ناول جب تنقید حیات کہلاتا ہے تو خاص سماجی و معاشرتی نقطہ نظر رکھنے کے علاوہ مخصوص اخلاقی نقطہ نظر بھی رکھتا ہے۔ اردو میں ایسے ناولوں کی کثرت ہے جہاں ناول نگار کہانی کو آگے بڑھانے کے بجائے پند و نصائح کا دفتر کھول دیتا ہے اور یہ روایت ناول کی ابتدا میں ہی ڈپٹی نذیر احمد نے قائم کر دی تھی۔ اردو میں تاریخی ناول کے محرکات کا پس منظر بھی اخلاقی نقطہ نظر ہی ہے۔ البتہ ناول کا ایک عمدہ منصب ڈی ایچ لارنس نے یوں متعین کیا ہے:

> ''ناول ہی ایک روشن کتاب زندگی ہے۔ کتابیں زندگی نہیں ہوتیں، محض خلائے اثیر میں تھرتھراہٹیں ہوتی ہیں مگر ناول بطور ایک تھرتھراہٹ کے سالم زندہ بشر کو لرزش میں لا سکتا ہے جو کہ شاعری، فلسفہ، سائنس یا کسی اور کتابی تھرتھراہٹ سے بڑھ کر ہے۔''[۲]

تاریخ زمین پر انسان کے ماضی کی سرگزشت ہے۔ البتہ تاریخ چند اہم افراد کے کارناموں کی داستان ہوتی ہے۔ تاریخ کا عمل آزادانہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔ یعنی کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت انجام نہیں پاتا۔ البتہ یہ عمل بعض سیاسی، جغرافیائی اور معاشرتی عوامل کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ ایک نقطہ نظر یہ بھی ہے کہ تاریخ محض اہم شخصیات کا احوال نہیں ہوتی بلکہ بعض واقعات اور حوادث بھی تاریخ کے جنم کا باعث بنتے ہیں۔ بہر حال تاریخ ماضی کے ادوار کے حالات، واقعات اور حوادث کے بیان کا نام ہے۔ بقول باری علیگ:

> ''تاریخ کے متعلق یہ نظریہ کہ وہ سائنس ہے، حال ہی میں پیدا ہوا ہے۔ لیکن تاریخ کا یہ تصور کہ وہ ازمنہ گذشتہ کے واقعات کا ایک ریکارڈ ہے۔ اتنا پرانا ہے جتنا فن تحریر۔ فن تحریر سے صدیوں پہلے تاریخی واقعات سینہ بہ سینہ چلے آتے تھے۔''[۳]

تاریخ کسی عصر کے سیاسی واقعات کا مجموعہ نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے عہد کے سماجی و معاشرتی حالات بھی کسی حد تک بیان کرتی ہے۔ تاریخ کا ایک منصب یہ بھی ہے کہ وہ محض ماضی کے واقعات کی تکرار نہیں بلکہ اسے مستقبل کے لیے ایک فکر بھی پیدا کرنا ہوتی ہے دوسرے لفظوں میں ایک لائحہ عمل بھی مرتب کرنا ہوتا ہے۔ ناول اور انسانی زندگی کے رشتوں کے مابین موجود تعلق اور اس کے اظہار میں ناول کی اہمیت کے بارے آل احمد سرور لکھتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

> ''ناول کا موضوع انسانی رشتے ہیں۔ اس لیے اس میں حقیقت ایک مقررہ، پہلے سے طے شدہ عقاید کے مجموعے کی شکل میں نہیں بلکہ حقیقت کے اس تجربے کی شکل میں ہوتی ہے جس کا ایک ارتقائی عمل ہے۔ اس لیے ناول پر کوئی نظریہ لادا جائے تو ناول ناول نہیں رہتا۔۔۔ ناول، تہذیب کا عکاس، نقاد اور پاسبان ہے۔ کسی ملک کے رہنے والوں کے تخیل کی پرواز کا اندازہ وہاں کی شاعری سے ہوتا ہے مگر اس کی تہذیب کی روح اس کے ناولوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔'' [۴]

اس اقتباس میں ناول کے موضوعات کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یعنی ناول کا موضوع زندگی اور اس کے متعلقات ہیں۔ جبکہ تاریخ انسانی زندگی کے واقعات و حادثات کا مرتبہ (Record) ہے۔ البتہ یہ امر بھی یہاں اہم ہے کہ ناول میں کوئی نظریہ سازی نہیں کی جاتی یعنی ضروری نہیں کہ ناول کسی نظریہ سے متاثر ہو کر لکھا جائے۔ یہ معاملہ بھی تاریخ کو بے لاگ اور غیر جانبدار دیکھنے کے عمل سے وابستہ ہے۔ گویا تاریخ ناول کا موضوع بن سکتی ہے۔ کیونکہ تاریخ انسان کی معاشرتی و تمدنی ارتقاء کی داستان پیش کرتی ہے۔ جبکہ ناول معاشرتی، تمدنی، تہذیبی اور سیاسی زندگی وغیرہ کا عکاس ہوتا ہے۔ گویا ناول میں نہ صرف ماضی کی معاشرت کا عکس دکھایا جاتا ہے بلکہ اسے محفوظ بھی بنالیا جاتا ہے۔ جبکہ ناول نگار ماضی کی تاریخ کے دھندلے نقوش واضح کر کے حال کی پژمردگی کو نئی زندگی دینے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ یہیں اس کا تاریخی شعور روبہ عمل ہوتا ہے اور اسے راہ سجھاتا ہے کہ موجودہ دور کی انفعالیت کو فعالیت میں اور پژمردگی کو فعال زندگی میں بدلنے کے لیے تاریخ کے کن ادوار کا اعادہ ضروری ہے اور اعادہ کرتے ہوئے انتخاب واقعات کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تاریخی ناول کی تعریف کا مختصراً جائزہ لے لیا جائے۔ ناول کی بہت سی اقسام موجود ہیں اور انھیں بلحاظ موضوع تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ گو کہ ناول کی موضوعاتی تقسیم متنازعہ فیہ مسئلہ ہے تاہم جیسا کہ ڈاکٹر مجید نے لکھا ہے:

> ''موضوعاتی تشکیل سے مُراد ناول میں پیش کردہ متن کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے لیے مناسب عنوان کا تعین کرنا ہے۔ اس عمل کے دوران اس بات پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے کہ ناول کے متن کے غالب رجحان پر موضوع کی موزونیت کا فیصلہ کیا جائے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

چنانچہ کسی بھی ادب پارہ میں بکثرت پائے جانے والے رجحانات مشاہدہ کر کے اسے کسی عنوان سے وابستہ کر دینا موضوعاتی تشکیل کہلاتا ہے۔'' [۵]

یعنی ناول کی موضوعاتی تقسیم ناول کے غالب رجحان یا موضوع کو سامنے رکھ کر کی جاسکتی ہے۔ ناول میں موجود غالب رجحان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے کسی خاص موضوع کا ناول کہا جائے گا۔ اس طرح ناول کی بہت سی اقسام ہیں۔ ڈاکٹر مجید بیدار نے ناول کی قریباً اکیس (۲۱) اقسام کا ذکر کیا ہے۔

ان میں معاشرتی، سماجی، اصلاحی، تاریخی، سائنسی، جاسوسی، مزاحیہ، رومانوی ناول وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ اردو ناول کی تاریخ میں ہر طرح کے ناول شامل ہیں۔ تاریخی ناول بھی اپنے موضوعات کے اعتبار سے الگ پہچان رکھتے ہیں۔ ان ناولوں کا موضوع تو کوئی خاص تاریخی واقعہ ہی ہوتا ہے لیکن ان میں اس عہد کی معاشرت، تمدن اور کرداروں کے مابین موجود رومان سب کا بیان ملتا ہے۔ بعض ناقدین اس اصطلاح ''تاریخی ناول'' کو غلط قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ ناول کا منصب کسی نہ کسی عصر کا اظہار کرنا ہے یعنی زمان و مکان کی ابعاد اس میں پہلے سے موجود ہوتی ہیں اس لیے ناول از خود تاریخ بھی ہوتا ہے لیکن یہاں تاریخی ناول سے مراد ایسے ناول ہیں جو کسی مخصوص تاریخی شخصیت اور اس کے کارناموں سے متعلق تحریر کیے جائیں۔

گویا تاریخی ناول کسی عہد کی معاشرت کا بیان بھی کرے گا اور اس عہد کے معروضی سیاسی سماجی حالات اور ان میں روبہ عمل افراد کے ذہنی و نفسیاتی رویوں کی عکاسی بھی اس سے ہو گی۔ تاریخ میں کردار اور واقعات حقیقی ہوتے ہیں۔ حقیقی ان معنوں میں کہ مؤرخ ان میں تخیل کی آمیزش نہیں کرتا اس میں مؤرخ کے تعصبات موجود ہو سکتے ہیں۔ البتہ ناول میں ناول نگار کسی تاریخی واقعہ کو بنیاد بنا کر اپنے تخیل کے زور سے اس میں رنگ بھر دے گا۔ کردار ممکن ہے حقیقی ہوں بنیادی واقعہ بھی حقیقی ہو سکتا ہے مگر داستان، مختلف جزئیات اور مناظر وغیرہ مصنف کے تخیل کی پیداوار ہوں گے۔ البتہ ناول کا مخصوص تاریخی شعور ان تاریخی واقعات سے جھلکتا ہے جو ناول نگار نے قصہ میں استعمال کیے ہوتے ہیں۔ تاریخی ناول کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر مجید بیدار کا کہنا ہے:

''تاریخی واقعات اور شہادتوں کو بنیاد بنا کر لکھے جانے والے ناولوں کا شمار تاریخی ناولوں میں ہوتا ہے۔۔۔ تاریخی ناول قصے کا ایسا طرز ہے جس میں تاریخی واقعے اور حالات سے استفادہ کرتے ہوئے ذیلی طور پر من گھڑت یا پھر وقتی طور پر عشقیہ داستان گھڑی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

جاتی ہے۔۔۔ غرض ایسے قصے کہانیوں پر تاریخی ناولوں کا اطلاق ہوتا ہے جو تاریخی واقعات کے پس منظر میں عشق و محبت کی داستانوں کو فروغ دیتے ہیں۔"[۶]

تاریخ میں حالات و واقعات کے بیان میں اس ترتیب کو ملحوظ رکھا جاتا ہے جیسے کہ وہ پیش آئے ہوتے ہیں لیکن ناول میں حالات و واقعات کا وہ رخ پیش کیا جاتا ہے جسے ناول نگار سمجھتا ہے کہ انھیں ایسے پیش آنا چاہیے۔ البتہ انسانی زندگی کا مکمل احاطہ کرنے اور درست عکاسی کرنے کی اہلیت جس قدر ناول میں موجود ہے دیگر اصناف میں نظر نہیں آتی۔ ناول میں موجود واقعیت حقیقت کے قریب ہوتی ہے یعنی انسان کی حقیقی زندگی کا بھرپور اعکس ناول میں ملتا ہے۔ بقول علی احمد فاطمی:

"زندگی کا کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں بچا جس پر ناول کی نظر نہ اٹھی ہو، تو کیسے ممکن تھا کہ تاریخ جیسے اہم موضوع پر اس کی نظر نہ پڑتی۔ اس نے تاریخ کو بھی اپنے دامن میں سمیٹا اور اتنی خوبصورتی و فنکارانہ ڈھنگ سے کہ ماضی کے وہ کارنامے جو ایک گوشہ میں پڑے قدامت اور فرسودگی کا شکار ہو رہے تھے ناول کے ذریعہ ان میں روح آئی اور زندگی دوڑی۔"[۷]

یہ سوال اپنی جگہ اہم ہے کہ تاریخی ناول میں تخیل کی آمیزش کس قدر ہو سکتی ہے؟ اس کی وضاحت" ناول کیا ہے" میں یوں کی گئی ہے:

"ناول نگار کا کام کسی طبقہ کو چھانٹ کر اس کی ایک تاریخ لکھ دینا رہ گیا ہے۔ تخیلی سچائی کے بجائے ناول نگار کو تاریخی سچائی پر فن کو پیش کرنا پڑا۔ حقیقت یہ ہے کہ تاریخی ناول میں بھی تخیل کے پیدا کئے ہوئے دائمی نقوش ہی کی اہمیت ہوتی ہے۔"[۸]

البتہ اس صداقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ تاریخ اور ناول ایک دوسرے کے بہت قریب بھی ہیں۔ یعنی کہانی انسانی زندگی کی عکاسی کرتی ہے جبکہ تاریخ بجائے خود انسانی زندگی کی ماضی کی داستان ہے۔ تاریخی ناول میں تاریخ کا ہونا لازمی امر ہے مگر ناول کا فن بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ یعنی تاریخی ناول ناول پہلے ہے اور بعد میں تاریخ۔ موٗرخ زندگی کے تاریخی حقائق ماضی میں دریافت کرتا ہے۔ جبکہ ناول کسی خاص عہد کی معاشرت اور زندگی کی عکاسی کر رہا ہوتا ہے۔ گویا تاریخی ناول ایسے ناول کو کہیں گے جس میں انسانی معاشرت کے ماضی کے کردار، ماحول اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

واقعات کو تخیل کے راستے سے بیان کیا جاتا ہے۔ البتہ ناول نگار کی کوشش ہونی چاہیے کہ وہ تاریخیت کو مجروح نہ کرے اور ناول کے فن کو بھی ملحوظ رکھے۔

مؤرخ جب تاریخی واقعات کو تحریر میں لاتا ہے تو وہ عصری رجحانات اور حالات کو اہمیت دیتا ہے۔ یعنی اس کے سامنے وہ عصر جس کی تاریخ لکھنا مقصود ہو اپنی مقتضیات کے ساتھ موجود ہوتا ہے لیکن تاریخی ناول نگار ماضی کا حصہ بن کر محو ہو جانے والی تاریخ یعنی تہذیب و تمدن اور معاشرت کو از سر نو زندہ کرتا ہے اور اسے اپنے عصری حالات کے ساتھ شعوری یا لاشعوری طور پر منطبق کرتا ہے۔ گویا وہ ماضی کی تاریخ سے عصری حالات کے نتیجے میں پیدا ہو جانے والی پژمردگی کی کیفیت کا ازالہ کرنا چاہتا ہے۔ گویا ناول نگار کسی مخصوص تاریخی شعور کا حامل ہو گا۔ ڈاکٹر گوریجہ نے ناول میں تاریخی شعور کی وضاحت تو نہیں کی لیکن ان کا ذیل کا اقتباس ناول میں تاریخی شعور کے تعین میں مددگار ہے:

> " ناول نگار جب تاریخی واقعات کو پس منظر کے طور پر استعمال کرتا ہے تو اس میں تخیل سے رنگ آمیزی کرتا ہے اور ایک مؤرخ کی طرح واقعات کے خارجی اور سیاسی بہاؤ کے ساتھ نہیں بہتا۔ بلکہ داخلی تحریکات، تہذیبی عوامل، معاشرتی قدروں اور معاشی پس منظر کو بھی پیش نظر رکھتا ہے۔ اس کی نظر مؤرخ کی نسبت زیادہ گہری اور تجزیاتی ہوتی ہے۔ وہ محض کوئی تاریخی واقعہ ہی بیان نہیں کرتا بلکہ اس کے عصری، تہذیبی، معاشرتی اور معاشی رجحانات کو بھی پیش نظر رکھتا ہے۔ وہ صرف خارج ہی سے بحث نہیں کرتا بلکہ باطن سے بھی گہرا تعلق اور ربط رکھتا ہے۔ " [۹]

ناول نگار تاریخ کا ایک اپنا شعور رکھتا ہے اور اس کا تاریخی شعور درج بالا اقتباس کے مطابق عام انسانی تقاضوں، معاشرتی و تہذیبی رجحانات، سیاسی و سماجی میلانات اور ان کے نتائج سے مستنیر ہوتا ہے۔ ناول نگار تاریخ کے اس پورے عمل کو جو اپنے مخصوص عصر میں اپنے عصری تہذیبی، سیاسی، معاشرتی، تمدنی اور سماجی میلانات کے ساتھ روبہ عمل ہوتا ہے، اپنے شعور میں سموتا ہے اور درپیش صورتحال میں اس کے نتائج سے استفادہ کرتا ہے۔ مؤرخ اپنے مخصوص تعصبات کے باوجود تاریخی حقائق میں تخیل کی آمیزش نہیں کر سکتا البتہ ناول نگار تاریخی حقائق میں تخیل کی آمیزش کر کے کسی بھی مخصوص عصر کی معاشرت کی مکمل عکاسی کر دیتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ناول یکسر تاریخ سے تہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر ناول نگار اپنے عصر کو موضوع بناتا ہے تو بھی وہ بعض معاشرتی، سیاسی، سماجی اور تہذیبی تاریخی حقائق کو موضوع بنا رہا ہوتا ہے۔ مثلاً "فسانہ آزاد" زوال پذیر لکھنو کی تاریخ بھی اور معاشرتی زوال کا عکاس بھی ہے۔ "فسانہ آزاد" زوال آمادہ لکھنوی معاشرت کا تاریخی احوال ہے۔ مصنف نے اپنے عصر کی آگہی کا کمال مظاہرہ کیا ہے۔ نہ صرف تہذیبی و سماجی شعور کا اظہار کیا ہے بلکہ سیاسی و تاریخی شعور کی جھلکیاں بھی اس داستان میں جابجا نظر آتی ہیں۔ یعنی زوال آمادہ لکھنو کی معاشرتی و تمدنی صورتحال کے ساتھ ساتھ تاریخی عصریت کا بھی اظہار خوبی سے کیا ہے۔ اسی طرح "امراؤ جان ادا" اپنے عہد کی مکمل تاریخی صورتحال کا بیانیہ ہے۔

سرشار کے پیش نظر لکھنو کی تاریخ لکھنا نہیں تھا۔ انہوں نے بین السطور تاریخی واقعات اور سیاسی تبدیلی کا ذکر کیا ہے۔ اپنے عصر کی معاشرتی عکاسی، تہذیبی و سماجی تصویر کشی سرشار کے تاریخی شعور کی مرہون منت ہے۔ انھوں نے لکھنو کے دو عہد دیکھ رکھے تھے ایک تاریخی عہد ان کے سامنے دم توڑ رہا تھا اور دوسرا جنم لے رہا تھا۔ سرشار کا سیاسی شعور انھیں اپنی عصری تبدیلیوں سے آگاہ رکھے ہوئے تھا۔ ۱۸۵۶ء کے بعد کے لکھنو کی تاریخ کو سرشار نے خوبی کے ساتھ قصے کا حصہ بنایا ہے۔ "فسانہ آزاد" سرشار کے آزاد متخیلہ کی تخلیق ہے لیکن اس میں ان کے تہذیبی و سماجی شعور کے علاوہ سیاسی و تاریخی شعور کی جھلکیاں بھی واضح ہیں۔ سرشار کی تخلیق اپنی عصریت کی آئینہ دار ہے۔

ڈپٹی نذیر احمد کا موضوع اصلاحی ناول ہے۔ تاہم ان کا ناول "ابن الوقت" نیم تاریخی ناول ہے۔ "ابن الوقت" میں قصے کی بنیاد تمدنی مسائل پر رکھی گئی ہے۔ اس ناول کا تعلق ہندوستان کے عبوری دور سے ہے۔ ۱۸۵۷ء سے قبل اور بعد کے اہم مسائل اور رجحانات اس ناول کا موضوع ہیں۔ اس عبوری عہد کی سیاسی و مذہبی فضا کی عکاسی کے علاوہ مسلمانوں کے مخصوص ماحول میں قدامت وجدت کی آویزش اور نئے ماحول، تہذیب اور سیاسی قوانین کی قبولیت و گریز کی کشمکش اس ناول کا موضوع ہیں۔ مسلمانوں کے سیاسی زوال کے اثرات ہر شعبہ زندگی پر مرتسم ہوئے۔ ہندوستانی تاریخ کے ایک نئے عہد کا آغاز ہو رہا تھا اور نذیر احمد اپنے عصر کے نمائندہ تخلیق کار کی حیثیت سے "ابن الوقت" میں ملکی تاریخ اور سیاست کو پس منظر کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ناول کی فضا تاریخی ہے۔ چونکہ نذیر احمد کے تاریخی شعور پر تہذیبی شعور حاوی ہے اس لیے وہ تاریخ کے اس اہم اور نازک بدلاؤ کو استعمال کرنے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

میں زیادہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ مذہبی فکر کے ذریعے نذیر احمد تاریخ کے بدلتے رجحان کو پرکھتے ہیں اور اس کی نفی کرتے ہیں جو کہ اس عہد کی روح عصر کا معکوس امر تھا۔ گویا تاریخی عمل میں تغیر کے حوالے سے نذیر احمد کی عصریت میں خلارہ جاتا ہے۔ تاریخی شعور کا لازمی نتیجہ سیاسی شعور ہوتا ہے۔ نذیر احمد کے ہاں سیاسی شعور بھی پختہ نظر نہیں آتا۔ وہ ردو قبول کے دوراہے پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے وہ مغربی تمدن کے خلاف ہیں مگر سیاسی برتری قبول کرنے کے علاوہ انھیں اب کوئی دوسرا راستہ نظر نہیں آتا۔ گویا نو آبادکاروں کے سیاسی غلبے کو تو وہ تسلیم کر لیتے ہیں لیکن تہذیبی و معاشرتی غلبہ قبول کرنے میں پس و پیش سے کام لیتے ہیں۔ گو کہ مزاحمت ان کی تحریروں میں نظر نہیں آتی البتہ "ابن الوقت" ایک خاص عصر کی تمدنی، تہذیبی، معاشرتی اور سیاسی صورتحال کا بیانیہ بن جانے کی پوری صلاحیت رکھتا تھا اگر نذیر احمد کا تاریخی شعور محض اپنی تہذیبی برتری کا اسیر نہ ہوتا۔ البتہ ان کا سیاسی شعور اس امر سے ضرور آگاہ ہے کہ مسلمان حکمرانوں کے زوال کی وجوہات کیا ہیں؟ مثلاً دوران جنگ جسے نذیر احمد "غدر" کہتے ہیں ابن الوقت جب قلعہ میں جاتا ہے اور بادشاہ کا خاص خدمت گار یاقوت اسے نوبل صاحب کے نام ایک چٹھی تھماتا ہے تو ابن الوقت کا ردِ عمل اس پورے زوال کو سمجھنے کے لیے کافی ہے:

> "ابن الوقت اپنے دل میں کہتا چلا آتا تھا کہ کس برتے پر تناپانی، مردانگی کا وہ حال دیکھ کر ایک دن بھول کر قلعے سے باہر قدم نہ رکھا، بیدار مغزی اس درجہ کی کہ، اپنے خاص الخاص خدمت گار انگریزوں سے ملے ہوئے ہیں، تو بغاوت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" [۱۰]

نذیر احمد مسلمانوں کی سیاسی برتری، ان کے حاکم ہونے میں دیکھ رہے تھے اور اب سیاسی ابتری ان کے محکوم ہونے میں تھی۔ اس حوالے سے ان کا تاریخی شعور اپنے عصر سے ہم آہنگ تھا کیوں کہ ہندو رعایا کے لیے تو محض حکمران طبقہ بدلا تھا جبکہ مسلمان طبقات کے لیے یہ مکمل سیاسی و تہذیبی بدلاؤ تھا۔ اس لیے نذیر احمد اس تاریخی عمل کو ایک خاص زاویہ سے دیکھ رہے تھے۔ نذیر احمد کے پیش نظر ۱۸۵۷ء کے قریب کے عصر کا احوال تھا۔ ایک لحاظ سے یہ ناول عصری تاریخ کا حامل ہے۔ کیونکہ نذیر احمد عصری رجحانات اور گردو پیش میں وقوع پذیر ہونے والے تغیرات اور سیاسی انقلاب کے اثرات کا تجزیہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاریخی ناول میں تہذیب و معاشرت، فکری و طبعی رجحانات کا از حد خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ بقول علی عباس حسینی:

"تاریخی ناول نویس کو زمان و مکان کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔ زمان و مکان کا فرق کردار و معاشرت، خیال و طرز تکلم، انداز فکر و طبعی رجحانات، تمام چیزوں کو بدل دیتا ہے۔ ناول نویس کو قدم قدم پر ان تمام امور کا خیال رکھنا پڑے گا۔ اِک ذرا سی بھول چوک، اک معمولی سی لغزش، اس کی معرکہ آرا تصنیف کو دو کوڑی کی چیز بنا دے گی۔" ¹¹

تاریخی ناول لکھنا ایک مشکل فن ہے۔ کیونکہ تاریخ واقعات کو اسی ترتیب میں پیش کرنے پر مصر ہوتی ہے جیسا کہ وہ وقوع پذیر ہوئے ہوتے ہیں جبکہ ناول حقیقی واقعات میں بھی تخیل کی آمیزش کر دیتا ہے۔ گویا مصنف کو تاریخیت اور تخیل میں توازن برقرار رکھنا ہوتا ہے۔

اردو ناول کی روایت میں باقاعدہ تاریخی ناول نگاری کا آغاز عبد الحلیم شرر نے کیا۔ شررؔ نے ۱۸۵۶ء میں سقوط لکھنو کا سانحہ اور اسے تباہ و برباد ہوتے دیکھا تھا۔ وہ لکھنو کو اسلامی تہذیب و تمدن کے عروج کی علامت سمجھتے تھے۔ لکھنوی معاشرت کے عروج کا مشاہدہ کرنے کے بعد وہ اب اس کا زوال بھی دیکھ رہے تھے۔ گویا وہ لکھنوی معاشرت کا تہذیبی و تمدنی شعور رکھتے تھے۔ شررؔ کی تاریخی ناول نگاری کے پس منظر میں ملک و قوم کی اصلاح کا جذبہ ہی روبہ عمل ہے۔ اصلاح کا جذبہ ہی شرر کی تاریخی ناول نگاری کا مقصد ہے۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا تاریخی ناول کی ایک ضرورت قوم کی موجودہ زبوں حالی کو ماضی کی شاندار روایات دکھا کر پژمردگی کی کیفیت کو بدلنا ہوتا ہے۔ شرر کی عصری صورتحال ذہنی تذبذب اور انتشار سے عبارت تھی۔ جبکہ نو آبادکار فکریات کا اہم عنصر یہ بھی تھا کہ ماضی کی روایات سے یکسر قطع تعلق کر لیا جائے لیکن عہد شررؔ کی عمومی کیفیت یہ تھی کہ ماضی سے یکسر قطع تعلق کرنا اور حال کو نظر انداز کرنا دشوار مرحلے تھے۔ عصری تقاضے اور سیاسی تبدیلی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا اور ماضی قریب بھی کچھ ایسا خوش کن نہیں تھا کہ اس کی مدح سرائی کی جائے۔ یہ ممکن ہے کہ ماضی قریب کی مدح سرائی سے اس مقصد کو بھی نقصان کا احتمال ہو جو شررؔ نے سر سید سے فکری اتفاق کرتے ہوئے طے کیا تھا۔ گویا نہ قدیم تہذیب کو اپنایا جا سکتا تھا اور نہ جدید تہذیب کو آسانی سے قبول کیا جا رہا تھا۔ مسلمانوں کو ان کی شاندار روایات کی جھلک دکھا کر ملال کی کیفیت ختم کرنے کے لیے شررؔ ماضی کے سفر میں نکل کھڑے ہوئے۔ ماضی قریب میں ایسی ٹھوس قدریں عنقا ہونے کے باعث جن پر حال کو استوار کیا جا سکتا، شرر اسلامی دور کے اس عہد تک جا پہنچے جہاں ایک جاہل قوم

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

نے نئی زندگی حاصل کی اور وہ جاہلیت سے تہذیب کے دائرے میں داخل ہوئے۔ گویا اس عہد کے پاس وہ اخلاقی قوت اور ٹھوس اقدار موجود تھیں جس نے جاہل قوم کو نہ صرف مہذب کیا بلکہ تمام اقوام پر ان کی سیاسی، سماجی اور تہذیبی برتری کا غلبہ بھی قائم ہوا۔ شرر آپنے عہد کو ان کا شاندار ماضی یاد دلاتے ہیں اور اس کی اقدار اور اخلاقی قوت کے احیا پر زور دیتے ہیں اور موجودہ ابتری کو اس تہذیبی قوت سے گمراہ ہونے کی وجہ قرار دیتے ہیں۔ البتہ ان کے تہذیبی شعور سے جو فروگزاشت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ کچھ مخصوص تہذیبی قوت، اخلاقی اقداری سماجی نظام یا فکریات میں کسی خاص عصر سے وابستہ ہوتے ہیں۔ سماجی صورتحال، طبعی ماحول، تہذیبی تغیر اور جدید عصری تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ماضی کی فکریات میں ضروری تغیر اور تبدیلی لازمی ہو جاتی ہے انھیں من وعن لاگو نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ جہاں جہاں شرر آفاقی اخلاقی قوت کی بازیافت کی بات کرتے ہیں وہاں ان کا تاریخی شعور موجودہ زوال کی وجوہات تلاش کر لیتا ہے۔

لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ نو آبادیاتی نظام نے عام ہندوستانی کو پست اخلاقی اقدار کا حامل قرار دے کر ہی سامراجی استبداد کی بنیاد رکھی تھی اور نو آبادیاتی باشندوں نے اپنی تخلیقی و علمی قوت کے ذریعے سامراج کے اس ہتھکنڈے کو درست بھی قرار دے دیا تھا۔ شرر بھی یہاں آفاقی اخلاقی اقدار سے دست برداری کو ہندوستانیوں کی بالعموم اور مسلمانوں کے زوال کی بالخصوص وجہ قرار دیتے ہیں۔ آفاقی اقدار کے احیا پر زور دیتے ہوئے شرر رجعت پسند نہیں بلکہ ترقی پسند تخلیق کار کے طور پر ابھرتے ہیں۔ شرر بھی سرسید کے تتبع میں مغرب کو آزادی فکر اور جدید علمی ترقی کا باعث سمجھتے ہیں۔ البتہ شرر مغرب کی اعلیٰ اخلاقی صفات کو مسلمانوں کے تہذیبی ماضی کا ثمرہ سمجھتے ہیں۔ شرر نے تاریخ کے ایسے ادوار کو چنا ہے کہ جہاں مسلمانوں نے شاندار تہذیبی و سماجی اور سیاسی و علمی روایات قائم کیں اور اہل مغرب پر اپنی بالادستی کو ثابت بھی کیا۔ ''لیکن وہ تاریخ کے اس دور کو پیش کرتے وقت کہیں طنز و تمسخر سے کام نہیں لیتے اور نہ ہی وہ جدید مغربی تہذیب کی مذمت کرتے ہیں۔''[۱۲] بلکہ وہ ان تہذیبی و سماجی اقدار کا حوالہ دیتے ہیں جنھیں ترک کرنے سے اہل ہند اور بالخصوص مسلمان موجود ابتر حالت کا شکار ہوئے اور جنھیں اپنا کر اخلاقی زبوں حالی کا صدیوں شکار رہنے والی قوم آج غالب قوت ہے۔ اسی لیے شرر تاریخ لکھنے کے بجائے تاریخ کو ناول بناتے ہیں۔ کیونکہ ٹھوس تاریخ ایک خاص علمی طبقہ تک بار پا سکتی ہے جبکہ ناول کے مخاطب سماج کے ہر طبقہ کے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

افراد ہوتے ہیں۔ خالص تاریخ لکھنے کا کام شررؔ نے اپنے ہم عصروں شبلی اور سید امیر علی کے کندھوں پر رہنے دیا اور خود مسلمانوں کو ان کے شاندار ماضی سے قوت حاصل کرنے اور اپنی اصلاح کی راہیں تلاش کرنے کا ذمہ لیا۔

تاریخی موضوعات کو ناول کا موضوع بنانے کا محرک جذبہ محض یہ تھا کہ مسلمانوں کو ان کے درخشندہ ماضی سے آگاہ کیا جائے اور عصری صورت حال میں ان کے دلوں پر چھائی پژمردگی اور مایوسی کی فضا کو ختم کیا جاسکے تاکہ وہ ایک نئے ولولے سے ایک روشن مستقبل کی طرف بڑھ سکیں۔ البتہ شرر تاریخی حقیقت نگار نہیں ہیں بلکہ تاریخی قصہ گو ہیں کیونکہ وہ ان تاریخی واقعات جنھیں وہ موضوع بناتے ہیں، کے اسباب کی طرف رجوع نہیں کرتے بلکہ فقط اس تاریخی واقعے سے اک جوش پیدا کر دینا چاہتے ہیں۔ سید محمد عقیل نے مغربی تاریخی ناول نگاروں اور شرر کے مابین امتیاز واضح کرتے ہوئے نہایت صائب رائے دی ہے:

> " مغربی تاریخی ناول نگار۔۔۔ تاریخ کے اثرات زندگیوں پر دیکھتے ہیں اور ان اثرات کی تجذیب بھی اپنی تحریروں میں کرتے ہیں جبکہ شرر ایک جذبہء تفاخر کے ساتھ تاریخ میں داخل ہوتے ہیں اور بہت کچھ ان کا رویہ، جوابی اور مناظرانہ ہوتا ہے۔ تاریخ نے مسلمانوں کو روند کر رکھ دیا تھا، ان کی تہذیبی اور معاشرتی زندگی جو تاریخ کے بدلنے سے تہس نہس ہوگئی تھی، اس کا ادراک، اگر وہ کرتے بھی ہیں تو بیان نہیں کرتے کہ اس سے، ان کے خیال میں ایک ہمت شکنی کی فضا بنتی ہے، جو اس وقت کے حالات کے تحت مناسب نہ تھی۔" [۱۳]

شررؔ کی خواہش تھی کہ راکھ کا ڈھیر بن جانے والے اس انبار میں کوئی چنگاری پیدا کر دیں۔ شررؔ کا مقصد بھی قوم کی اصلاح تھا اور وہ مسلمانوں میں قومی جوش پیدا کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ بھی ترقی کے راستے کو اپنالیں۔ خود شرر کا ناول لکھنے کا اپنا منتہائے مقصود بھی یہی تھا۔ اپنے پہلے ناول "ملک العزیز ورجنا" کے اختتام پر رسالہ "دلگداز" میں لکھتے ہیں "اس ناول سے قوم اسلام نے وہ کارنامے دکھائے، جو بجھے ہوئے جوشوں اور پژمردہ حوصلوں کو از سر نو زندہ کر سکتے تھے۔" [۱۴]

شرر کے تاریخی ناولوں کی تعداد چونتیس (۳۴) ہے۔ جس ناول نے زیادہ شہرت حاصل کی وہ "فردوس بریں" ہے۔ علی عباس حسینی، احسن فاروقی، سہیل بخاری وغیرہ سب اس ناول پر تفصیلی تبصرہ کرتے ہیں اور شرر کے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

تمام ناولوں کے مقابلے میں اسے کامیاب ناول قرار دیتے ہیں۔ اس ناول کا قصہ ایک تاریخی فرقہ "باطنیہ" کے عروج و زوال کی داستان سناتا ہے۔ تجسس اس ناول کی وہ خوبی ہے جو اسے پر لطف بناتی ہے۔ شرر نے یہاں پلاٹ تو تاریخی حقائق سے مرتب کیا مگر صرف تاریخیت پر انحصار کرنے کے بجائے تخیل کا خوب استعمال کیا ہے۔ شرر کے فن کا خاصہ یہ ہے کہ وہ ہر ناول میں رومان کو ساتھ ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ "فردوس بریں" شرر کی ناول نگاری کا کامیاب نمونہ ہے۔ مگر زیر نظر مقالہ میں یہ دیکھنا ہے کہ ماضی کے شاندار تہذیبی ورثے کی بازیافت کرنے کے بعد شرر اپنے عصر پہ اسے کیسے منطبق کرتے ہیں؟ فرقہ باطنیہ کن حالات میں پیدا ہوا اور ان حالات کے موجودہ عصریت سے کیا سا جھے داری ہے؟ ناول کے پیش نظر بنیادی مقصدیت کی تشفی کیونکر ہو سکی ہے؟ کیا شرر کا تاریخی شعور ماضی کی بازیافت کو اپنے عصری مزاج سے ہم آہنگ کر پایا؟ ان سوالات کا جواب ناول کے قصہ سے تشفی بخش نہیں ملتا۔ بقول یوسف سرمست:

> " ناول میں فرقہ باطنیہ اور اس کی سرگرمیاں ہی مدِ نظر رہتی ہیں۔ اس فرقہ سے اس زمانہ کی زندگی پر کیا اثر مرتب ہو رہا تھا۔ اس عہد کی سماجی زندگی کس انداز سے متاثر ہو رہی تھی، اس عہد کی عام زندگی کا کیا نہج تھا، فرقہ باطنیہ کے متعلق لوگوں کے کیا خیالات اور تاثرات تھے، اس پر بالکل روشنی نہیں پڑتی۔" [۱۵]

شرر کا بنیادی مقصد مسلم امہ کی بیداری اور مسلمانان ہند کو ان کی زبوں حالی کا احساس دلانا تھا اس لیے ان کے ناولوں میں بیان کردہ تاریخی واقعات کا اسلام کے عہد زریں سے تعلق ہے۔ یعنی وہ شعوری طور پر ان واقعات کو منتخب کرتے ہیں جو مسلمانوں کے عہد عروج سے متعلق ہیں۔ یہاں ان کا تاریخی شعور کارفرما نظر آتا ہے کہ احساس زیاں کے شکار مسلم سماج کو ان کے عروج کی تصاویر دکھا کر ان میں جوش و جذبہ ابھارا جائے تاہم وہ ان تاریخی ادوار کے مابین اشتراک پیدا کرنے میں زیادہ کامیاب نہیں ہوئے۔ تاریخی ناول کی ایک خوبی یہ ہوتی ہے کہ تاریخیت کو ناول میں اس انداز سے پیش کیا جاتا ہے کہ اس عہد کے سماج کی مکمل معاشرت کی عکاسی ہو جائے لیکن مذکورہ ناول مکمل عکاسی میں کامیاب نہیں ہوا۔ ناول کے دو اہم کردار حسین اور زمرد مصنف کے تخیل کی پیداوار ہیں۔ یہ تاریخی کردار محسوس نہیں ہوتے۔ شاید شرر کا یہ ناول کامیاب بھی اسی وجہ سے ہے کہ یہاں تاریخیت پر تخیل حاوی ہے۔ جس تاریخی شعور کا شرر نے اپنے لیے تعین کیا تھا اس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ یعنی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

مسلمانوں کو ان کے شاندار ماضی کی تصاویر دکھائی جائیں اور ایک خاص جوش و جذبہ پیدا کیا جائے تاکہ وہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔ ڈاکٹر رشید گوریجہ کا خیال ہے:

> ''عبدالحلیم شرر وہ پہلے باقاعدہ تاریخی ناول نگار ہیں جنہوں نے ایک واضح تاریخی شعور کے تحت تاریخ اسلام کے اہم واقعات کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا۔ تاریخی ناول نگار کے لیے سب سے اہم بات موضوع کا انتخاب ہے کیونکہ اسی پر اس کی کامیابی کا انحصار ہے کہ وہ اپنے قارئین کے مزاج اور ادبی ذوق کی تسکین کے لیے تاریخ کے کس عہد کو منتخب کرتا ہے۔''[۱۶]

شرر کے ساتھ ایک قضیہ یہ بھی ہے کہ وہ جس عہد کو ناول کا موضوع بناتے ہیں اس عہد کی معاشرت کے متعلق زیادہ معلومات نہیں رکھتے۔ بلکہ درست معنوں میں وہ عہد زوال سے پہلے کی لکھنوی معاشرت کو بروئے کار لاتے ہیں۔ یعنی قصہ تاریخ کے جس دور سے بھی متعلق ہو شرر معاشرت کی کمی کو لکھنوی معاشرت کی خصوصیات ڈال کر پورا کرتے ہیں۔ یوں وہ تاریخی واقعات کو بھی ضرورت کے مطابق بدل لیتے ہیں۔ اس طرح نہ تاریخیت اپنی سچائی کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے اور نہ ہی ناول اپنی عصریت سے ہم آہنگ ہو پاتا ہے۔

شرر کے معاشرتی ناولوں کے مقابل بہر حال ان کے تاریخی ناول بہتر ہیں اور اردو ناول نگاری میں ان کے مقام و مرتبے کے تعین میں بھی مددگار ہیں۔ تاریخی ناول کا آغاز کر کے انھوں نے اردو میں ناول نگاری کو ایک نئی سمت سے بھی روشناس کرایا اور اپنے عہد کی روح عصر کو بھی اس میں سمونے کی کوشش کی۔ روح عصر سے مراد ایک خاص مقصدیت یعنی مسلمانوں کے سیاسی، تہذیبی، سماجی اور اخلاقی زبوں حالی اور دل گرفتہ ہونے کی کیفیت کا ادراک اور اس سے انھیں نکلنے میں مدد فراہم کرنا جس کا واضح مطلب اصلاح معاشرہ ہے، سرسید تحریک کی پیدا کردہ یہ عصریت شرر نے بھی اپنے ناولوں میں برتی۔ گویا وہ اس عصری شعور سے ہم آہنگ تھے جو سرسید تحریک کا پیدا کردہ تھا۔

مثالیت پسندی ((Idealism ۱۸۵۷ء کے بعد کے عہد کی Episteme ہے۔ نذیر احمد کی مثالیت پسندی ایک خاص مسلمان طبقے کی معاشرت اور اصلاح ہے۔ نذیر احمد کے تتبع میں اصلاح کا مقصد دیگر ناول نگاروں کی تحریروں میں بھی نمایاں ہیں۔ شرر کی تحریروں میں رومانویت کا غلبہ ہے۔ ایک خاص مسلم تاریخ کی رومانویت کے

غلبہ کی وجہ سے شرر کی تحریروں میں بھی تصوریت (Idealism) کے عناصر نمایاں ہیں۔ مثالیت پسندی فن کار کو سماجی و تاریخی حقیقت نگاری کے راستے سے ہٹا دیتی ہے۔ اس لیے شررؔ کے ناولوں میں بھی تاریخی عمل پر تخیل کا غلبہ ہے اور تخیل کا یہ غلبہ بالخصوص عشقیہ داستانوں کی وجہ سے ہے۔

مرزا ہادی رسوا ماضی بعید کی تاریخ کے بجائے عہد موجود کی تاریخ لکھتے ہیں۔ گویا ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ناول کی بنیاد اپنے عہد کے حقیقی حالات پر رکھی جانی چاہیے۔ جبکہ شرر ماضی کی مسلم معاشرت کی عکاسی کرتے ہیں۔

راشد الخیری نے بھی چند تاریخی ناول نما قصے لکھے۔ ان کے ناول فن کے معیارات اور تقاضے پورے نہ کر سکے۔ البتہ شرر کے تتبع میں وہ قرون اولیٰ کی عرب مسلم تہذیب کو موضوع بناتے ہیں۔ ان کے ناول محض تاریخی بیانیے تک محدود ہیں۔ البتہ ان کا بنیادی مقصد بھی اصلاح ہے۔ لیکن وہ مشرقی تہذیب و معاشرت کو اہمیت دیتے ہیں اسی لیے انھوں نے اسلام کے عہد عروج کی مثالیں اپنے قصوں میں زیادہ پیش کی ہیں۔ شررؔ کے تتبع میں راشد الخیری بھی تاریخی واقعات کے ساتھ ساتھ رومانوی واقعات بھی بیان کرتے ہیں۔ البتہ ان کے رومانوی واقعات تاریخیت سے مربوط نہیں ہیں اور نہ ہی ان کا تاریخی شعور اپنے عصر سے ان واقعات کا ربط تلاش کرتا ہے۔ تاریخی ناول نگاری میں سلطان حیدر جوش، مرزا مظفر علی بیگ، عباس حسین ہوش اور محمد علی طیب وغیرہ بھی چند نام ہیں۔ مگر ان سب کے تخلیقی فن پر معاشرتی و سماجی اثرات نذیر احمد اور سر سید تحریک کے ہیں جبکہ ان کے تاریخی ناول محض صحافتی ضرورتوں کے پیش نظر لکھے گئے۔ کیونکہ ان فنکاروں کے ہاں تاریخی شعور اپنے عصر کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد یٰسین، ڈاکٹر، ناول کا فن اور نظریہ، دارالنوادر، لاہور، ۲۰۱۳، ص ۳۵

۲۔ مظفر علی سید، مترجم: فکشن، فن اور فلسفہ (ڈی، ایچ لارنس کے منتخب مضامین) مکتبہ اسلوب کراچی، ۱۹۸۶ء، ص ۳۶

۳۔ باریؔ، تاریخ کیا ہے؟ مکتبہ اردو، لاہور، س ن، ص ۱۸

۴۔ آلِ احمد سرور، پروفیسر، نظر اور نظریے، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۵۹، ۶۰

۵۔ مجید بیدار، ڈاکٹر، ناول اور متعلقات ناول، بہ تعاون: فخر الدین احمد میموریل کمیٹی، اتر پردیش (انڈیا)، طبع اول، ستمبر ۱۹۸۹ء، ص ۱۱

۶۔ مجید بیدار، ڈاکٹر، ناول اور متعلقات ناول، ص ۱۴، ۱۵

۷۔ علی احمد فاطمی، ڈاکٹر، عبدالحلیم شرر (بہ حیثیت ناول نگار)، ص ۱۶۷

۸۔ احسن فاروقی، ڈاکٹر، سید نور الحسن ہاشمی، ڈاکٹر، ناول کیا ہے؟ درد اکادمی، لاہور، مارچ ۱۹۶۴ء، ص ۹۵

۹۔ رشید احمد گوریجہ، ڈاکٹر، اردو میں تاریخی ناول نگاری، ابلاغ، لاہور، ۱۹۹۴، ص ۳۹

۱۰۔ نذیر احمد، ڈپٹی، ابن الوقت، کلیات ڈپٹی نذیر احمد، خزینہ علم و ادب، لاہور، بار اول، ۲۰۰۵ء، ص ۴۸۵

۱۱۔ علی عباس حسینی، اردو ناول کی تاریخ و تنقید، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۸۷، ص ۶۸

۱۲۔ عظیم الشان صدیقی، اردو ناول۔ آغاز و ارتقا، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۸، ص ۳۷۸

۱۳۔ محمد عقیل، سید، جدید ناول کا فن (اردو ناول کے تناظر میں)، نیا سفر پبلی کیشنز، ۱۹۹۷، ص ۶۵

۱۴۔ شرر، عبدالحلیم، مضامین شرر، جلد ۳، بحوالہ اردو میں تاریخی ناول نگاری، ص ۱۵۹

۱۵۔ یوسف سرمست، ڈاکٹر، بیسویں صدی میں اردو ناول، ترقی اردو بیورو، ۱۹۹۵، ص ۱۱۰

۱۶۔ رشید احمد گوریجہ، ڈاکٹر، اردو میں تاریخی ناول، ص ۱۴۴